الحمد للہ والمنة کہ رسالہ فیض مقالہ

رفع الالتباس

عن

تقبیل الابہامین باسم خیر الناس

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

یعنی

انگوٹھے چومنے کا ثبوت

از رشحاتِ قلم

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ المفتی الحافظ مولانا

ابوالصالح محمد فیض احمد صاحب اویسی

رضا خان پبلیشرز

RAZA KHAN PUBLISHERS

© جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب

انگوٹھے چومنے کا ثبوت

مصنف:

حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی

صفحات ۴۸ قیمت: ۱۵/- روپے

طبع اول: ۲۰۰۵ء

••••••••••••••••••••••••••••

Name of the book

Angutha Choomney Ka Saboot

By Hazrat Allama Muhammad Faiz Ahmad Uwaisi

1st Edition: 2005

Pages: 48 Price: Rs. 15/-

Size: 23x36/16

ناشر

رضا خان پبلیشرز

RAZA KHAN PUBLISHERS

Gali Garhaiya, Kucha Chellan,

New Delhi-110002

مدحتِ فیضِ احمد کی

حضرت جناب تصانیف کثیرہ استاذ الاساتذہ مفسر قرآن
علامہ محمد فیض احمد اُویسی مدظلہٗ

(از خلیل احمد خلیل فریدی (بہاولپور))

زباں کیسے کرے گی گفتار مدحت فیضِ احمد کی
ستونِ دینِ احمد ہے امامت فیضِ احمد کی

تصانیف کثیرہ ہے کتابیں لکھیں پندرہ سو
تعصّب برطرف دیکھو یہ محنت فیضِ احمد کی

کیا تفسیر رُوح البیان کا اُردو میں ترجمہ
مکمل تیس پارے ہیں یہ ہمت فیضِ احمد کی

اکیلا ہی مذاہب باطلہ پر حاوی ہو بیٹھا
محض دو روٹیاں سادہ لوح طبیعت فیضِ احمد کی

جھگڑتے آئے ہیں برسوں سے بہت دشمنانِ دیں
قدم ہلنے نہیں پائے عزیمت فیضِ احمد کی

عمر بھر فیضِ احمد دینِ احمد کو نہیں بھولے
مگر دیں بھی نہیں بھولے گا خدمت فیضِ احمد کی

عجب خوشبو ہیں آتی ہیں مفسر کی محدث کی
میں جب بھی دیکھتا ہوں کیا ذہانت فیضِ احمد کی

سنو لوگو! بہاولپور چراغِ علم روشن ہے
بنے رب کا وہ عظیم الشان عمارت فیضِ احمد کی

ماہِ رمضان روضہ پاک کی چھاؤں میں بیٹھے
مجھے تو اس لئے ہے بس محبت فیضِ احمد کی

خلیل اپنا ہے گھر مذکور جامعہ کی جو اندر
روزانہ ہو ہی جاتی ہے زیارت فیضِ احمد کی

انتساب

چونکہ اس تصنیف کا آغاز و اختتام دورِ طالب علمی میں مرکزی دارالعلوم "جامعہ رضویہ" میں ہوا اس لیے اسے ایصالِ ثواب کے طور پر حضور سیّدی و سندی ذخری لیومی، و غذی و مآوائی و ملاذی قبلہ استاذی مولانا العلامہ الحاج حضرت محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ لائل پوری محدث اعظم پاکستان کے نام نذر گزار کرتا ہوں

گر قبول افتد زہے عز و شرف

ابوالصالح محمد فیض احمد
اویسی، رضوی، غفرلہ اللہ

جمادی الآخر ۱۳۷۱ھ

تمہید

رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

اما بعد! فقیر ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی غفرلہٗ متعلم مدرسہ جامعہ رضویہ لائل پور ساکن حامد آباد من مضافات بہاول پور اہل اسلام کی خدمت میں عرض گزار ہے کہ نبی اکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مقدس کو سن کر چومنا مستحب ہے فقہ حنفی و شافعی وغیرہما میں اس کے استحباب پر صریح عبارات موجود ہیں اور احادیث سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے لیکن بعض مدعیان اسلام اس کے نہ صرف منکر ہیں بلکہ اس کے عامل کو بدعتی قرار دے کر عوام کو بھکاتے ہیں۔

اس فقیر سراپا تقصیر کے پاس چند حوالے جمع تھے جنھیں برادران اسلام کی خدمت میں پیش کرتا ہے تاکہ مسئلہ کی حقیقت بے نقاب ہو جائے اگرچہ علماء حق اس مسئلہ کو خوب لکھ گئے لیکن صرف حصول سعادت کی غرض پر چند سطور حوالہ قلم کر دیئے، خداوند عالم بطفیل محبوب اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبول فرما کر میرے لیے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین

مقدمہ

رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

نبی اکرم رسول معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خداوندِ عالم کے محبوب ہیں۔ یہ ایسا مرتبہ ہے کہ جس کے بعد کوئی مرتبہ نہیں۔ اسی لحاظ سے تمام انبیاء و رسل علیہم السلام ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے مدح گو ہیں اور خود اللہ تعالیٰ بھی آپ کی تعریف و توصیف فرماتا ہے اس بلند شان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہر ادا کو عبادت اور ان کے ہر فعل کو اپنی اطاعت قرار دیا بلکہ ہر وہ امر جو آپ کی تعظیم پر دال ہو عمل میں لانے سے بہت اجر و ثواب دیتا ہے اسی وجہ سے ہم پر صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو فوقیت ہے کہ وہ بارگاہِ نبوی میں محبت و عقیدت کے نذرانے پیش کرتے تو خداوند عالم اس کا صلہ بہترین سے بہترین عطا فرماتا، مثلاً حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عصر کی نماز صرف نیند نبوی پر قربان کی تو اللہ تعالیٰ نے سورج لوٹا دیا اور حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ غار میں جان دینے کو تیار ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کا قصہ رہتی دنیا تک بلکہ ابداً ابداً قرآن پاک میں درج فرمایا۔ اُم ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بول مبارک پیا تو ان پر آتش دوزخ حرام کی گئی۔ اور پیٹ کی جملہ امراض سے بھی شفا مل گئی۔ اور صحابہ کرام وضو کے پانی کو تبرک بناتے اور تھوک و ناک کی آلائش کو منہ پر ملتے اور جسموں پر اور بال مبارک ہر ایک نے اپنے پاس حرزِ جان بنا رکھا۔ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصال کے وقت

وصیت کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ناخن اور بال مبارک قبر میں رکھے جائیں۔
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ملبوسات کو ایمان کی جان سمجھ کر گھروں میں رکھتے ہیں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کہانی زبان زدِ خلق ہے۔ وغیرہ وغیرہ کتب دینیہ کے مطالعہ سے بہت سی مثالیں ملتی ہیں کہ وہ اعمال جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم پر دلالت کرتے ہیں ان کے لیے اگرچہ دلیل شرعی نہ بھی ملے تب بھی عامل کو اجر و ثواب ملتا ہے، امام مالک کے پاس کون سی شرعی دلیل تھی جو انھیں حدیث کو بحالت قیام اور نہایت زیب و زینت میں پڑھاتے ہیں اور مدینہ شریف سے باہر نہیں جاتے اور نہ ہی مدینہ شریف میں سواری پر سوار ہوتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔
مجبور ہو کر کہنا پڑے گا کہ تعظیم مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں جو عمل کیا جاتا ہے اس پر اجر و ثواب ہے۔
منجملہ ان کے انگوٹھے چومنا ہے یہ بھی ایک تعظیم ہے کہ کسی کے نام پر انسان جھوم جائے اور عقیدت کا اظہار کرے تو وہ محبت کی ایک دلیل ہے۔
حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام اقدس کو سن کر عاشق نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جھوم جاتا ہے اور محبت و عقیدت سے سر جھکا رہا ہے اور انگوٹھے چوم رہا ہے اس پر اگرچہ اس کے پاس دلیل نہ بھی ہو تب بھی شرعاً گرفت نہ تھی کیونکہ ایسے عمل سے شرعاً کسی قانون شرعی کے خلاف نہیں کرنا پڑتا ہے لیکن بحمدہ تعالیٰ ایسے عاشق صادق کے لیے بہت بڑے دلائل ہیں جو اسے مجبور کرتے ہیں کہ اپنے محبوب کا نام سنتے ہی عقیدت کا نذرانہ پیش کرے۔ اگر کوئی روکے تو اسے اعلیحضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ کا یہ شعر سنا دیجیے۔ ؎ نجدی کہتا ہے کہ کیوں تعظیم کی
یہ ہمارا دین تھا سچر تجد کو سرا

ہمارا مدعا

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم گرامی بوقتِ اذان واقامت سُن کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھنا مستحب ہے۔ یہی ہمارا مذہب ہے، اسی پر ہمارے دلائل قائم ہوتے ہیں۔ بہتان تراشی کا جواب ہمارے پاس نہیں۔ کہ بڑی دلیری سے کہہ دیا جاتا ہے کہ یہ اہلِ سنت انگوٹھے چومنا واجب مانتے ہیں۔ چنانچہ ایک بہتان تراش لکھتا ہے کہ

"واقعی اذان کا جواب اور دعا و درود شریف پڑھنا چھوڑ کر صرف انگوٹھے چومنا واجب سمجھ لیا ہے"

اس بہتان تراش سے پوچھیے کہ ہماری کون سی کتاب میں ہے کہ ہم انگوٹھے چومنا واجب مانتے ہیں۔ سچ ہے (اذا فاتت الحیاء فافعل ما تشاء)

ہم چونکہ اس عمل مبارک کو مستحب مانتے ہیں اس پر احادیث و اقوال فقہاء و صلحاء موجود ہیں جو درج ذیل ہیں۔

باب اوّل

فصل اول دس احادیث

(۱) قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ مَنْ سَمِعَ اِسْمِیْ فِی الْاَذَانِ فَقَبَّلَ ظُفْرَیْ ابہامیہ وَمَسَحَ عَلٰی عینیہ لَمْ یَعْمَ اَبَدًا۔

جس نے اذان میں میرا نام اقدس سن کر انگوٹھوں سے لگا کر چوما اور آنکھوں سے لگایا تو وہ کبھی اندھا نہیں ہوگا۔ (مضمرات)

(۲) قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَنْ سَمِعَ اِسْمِیْ وَوَضَعَ اِبْہَامَیْہِ عَلٰی عَیْنَیْہِ فَاَنَا طَالِبُہٗ فِیْ صُفُوْفِ الْقِیَامَۃِ وَقَائِدُہٗ اِلَی الْجَنَّۃِ

(صلوٰۃ مسعودی) [Salat-Al-Mas'oodi Volume: 2, Chapter: 20]

جس نے میرا نام سن کر انگوٹھوں کو آنکھوں سے لگایا تو میں اس کو قیامت میں صفوں سے تلاش کر کے بہشت میں لے جاؤں گا۔ (صلوۃ مسعودی)

(۳) قَالَ الطَّاؤُس اَنَّهُ سَمِعَ مِنَ الشَّمْسِ محمد بن ابی نصر البخاری خواجہ حدیث مَنْ قَبَّلَ عِنْدَ سِمَاعِهٖ مِنَ الْمُؤَذِّنِ كَلِمَةَ الشَّهَادَةِ ظُفْرَیْ اِبْهَامَيْهِ وَمَسَّهُمَا عَلٰى عَيْنَيْهِ وَقَالَ عِنْدَ الْمَسِّ اَللّٰهُمَّ احْفَظْ حَدَقَتِيْ وَنَوِّرْهُمَا بِبَرَكَةِ حَدَقَتِيْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنُوْرِهِمَا لَمْ يَعْمَ ۔ (المقاصد الحسنہ ص۲۸۵)

"طاؤس فرماتے ہیں انھوں نے خواجہ شمس الدین ابی نصر البخاری سے یہ حدیث سنی کہ جو شخص موذن سے کلمہ شہادت سن کر انگوٹھوں کے ناخن چومے اور آنکھوں سے لگائے اور یہ دعا پڑھے اللھم احفظ حدقتی الخ تو وہ اندھا نہ ہو گا۔ (مقاصد الحسنہ ص۲۸۵)

(۴) عن الخضر علیہ السلام اَنَّهُ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ يَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرْحَبًا بِحَبِيْبِيْ وَقُرَّةِ عَيْنِيْ مُحَمَّدِ بن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ثُمَّ يُقَبِّلُ اِبْهَامَيْهِ وَيَجْعَلُهُمَا عَلٰى عَيْنَيْهِ لَمْ يَرْمَدْ ۔ (بحوالہ مقاصد حسنہ)

"خضر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جس نے موذن کے قول اشہد ان محمداً الخ سن کر مرحبا بحبیبی الخ کہہ کر انگوٹھوں کو چوما اور ان کو آنکھوں پر پھیرا تو اس کی آنکھیں کبھی نہیں دکھیں گی۔

(۴) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے موذن کے قول اشہد ان محمد رسول اللہ کو سن کر انگوٹھوں کو چوما اور آنکھوں سے لگایا تو حضور سرور

عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَنْ فَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ خَلِیْلِیْ فَقَدْ حَلَّتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ۔ ذَکَرَہُ الدَّیْلَمِیُّ فِی الْفِرْدَوْسِ۔ (مقاصد حسنہ صفحہ ۳۸۴)

"جس طرح میرے خلیل صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا جو بھی ایسے ہی کرے گا اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو گئی۔ (موضوعات کبیر)

(۵) عَنِ الْحَسَنِ اِنَّہٗ قَالَ مَنْ حِیْنَ یَسْمَعُ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا الرَّسُوْلَ اللّٰہِ مَرْحَبًا بِحَبِیْبِیْ وَقُرَّۃُ عَیْنِیْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ یُقَبِّلُ اِبْھَامَیْہِ وَیَجْعَلُھُمَا عَلٰی عَیْنَیْہِ لَمْ یَعْمَ وَلَمْ یَرْمَدْ۔ (مقاصد حسنہ صفحہ ۳۸۴)

"حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جو شخص اشہد ان محمدا الخ سن کر مرحبا بحبیبی الخ کہتا ہے اور انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر پھیرتا ہے تو وہ ہمیشہ نہ تو نابینا ہوگا اور نہ اس کی آنکھیں دکھیں گی۔

چند اور احادیث کے مضامین آئندہ فصل میں آئیں گی ویسے کتب احادیث میں اسی قسم کی روایات بہت ہیں لیکن ان سب کے اسی طرح کے مضامین ہیں۔

غلطی کا ازالہ

اس سے بعض جاہلوں کی جہالت بھی ظاہر ہو گئی جبکہ انھوں نے لکھا ہے کہ "علماء جتنے بھی انگوٹھے چومنے کی اصل روایت جوڑ جوڑ کر دفتر بیان کرتے ہیں صرف دو حدیث ہیں" یہ اس کی جہالت کا بیّن ثبوت ہے کہ اس نے مطالعہ کیے بغیر صرف دو حدیثیں مانیں۔ حالانکہ اس موضوع پر بہت سی حدیثیں ہیں جنھیں عرض کر دیا گیا ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت ہیں

نتائج

۱۔ محشر کے دن میدانِ حشر میں جبکہ تمام لوگ نفسی نفسی پکاریں گے انگوٹھے چومنے والے کو ایسے آڑے وقت میں سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صفوں کے اندر سے تلاش کر کے بہشت میں لے جائیں گے۔

۲۔ اس نیک عمل سے حضور علیہ السلام کی شفاعت نصیب ہو گی یہ خصوصی وعدہ ہے ورنہ آپ کی شفاعت سے بہت سے لوگوں کو محروم رکھا جائے گا۔

۳۔ آنکھوں کی جملہ امراض سے نجات ملے گی۔ چنانچہ آئندہ فصل کے واقعات تفصیل سے معلوم ہوگا۔

فصل دوم

اب چند حکایات درج کی جاتی ہیں جو مذکورہ بالا احادیث پر عمل کرنے سے فوائد حاصل کرنے پر شہادت کا کام دیں گی۔

حکایت نمبر ۱۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام بہشت میں تشریف لائے تو فرشتگان نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے حاضری دیتے تو آدم علیہ السلام نے ملائکہ کی حاضری کا سبب پوچھا تو حکم ہوا کہ یہ نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے حاضر ہوتے ہیں۔ آدم علیہ السلام کو نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کا اشتیاق ہوا تو بارگاہِ ایزدی میں زیارت کی التجا کی۔

"فَاَظْهَرَ اللّٰهُ وَجْهَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ صَفَاءِ ظُفْرَيْ اٰدَمَ مِثْلَ الْمِرْاٰةِ فَقَبَّلَ ظُفْرَيْهِ وَمَسَحَ عَلٰى عَيْنَيْهِ"

تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب مدنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جمال آدم علیہ السلام کے ناخنوں میں ظاہر فرمایا جس پہ آدم علیہ السلام نے اپنے انگوٹھوں کو چوما اور آنکھوں پر لگایا۔ اس کے بعد حدیث شریف میں ہے کہ لَمْ یَعْمِ اَبَدًا یعنی حضرت آدم علیہ السلام اسی عمل کی بدولت تا دمِ زندگی نابینا نہ ہوئے۔

(فتاویٰ جواہر۔ فتاویٰ سراج المنیر۔ فتاویٰ مفتاح الجنان، نعم الانتباہ از منیر العین صفحہ ۱۲۔ اسی طرح کا واقعہ انجیل برنباس صفحہ ۹۱-۹۰ مترجم مطبوعہ حمیدیہ سٹیج لاہور میں بھی ہے۔

ف: انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانا حضرت ابو البشر سیدنا آدم علیہ السلام کی سنت ہے۔ اپنے باپ کی سنت پر عمل کرنا اپنے باپ کے ہونے کا ثبوت دینا ہے ورنہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

ف: ہمارے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعض معجزات وہ بھی ہیں جو قبل از ظہورِ عالم نبی اکرم دنیا میں صرف اسم مقدس کی برکت سے نمودار ہوئے۔ یہ معجزہ انہی میں سے ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی بینائی کی حفاظت فرما رہے ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام کی سنت نے سمجھا دیا ہے کہ اے بنو آدم علیہ السلام اپنی بینائی کی حفاظت میں عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل کرو۔

حکایت نمبر ۲: حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک ایسا مرد تھا جس کا پورا ایک سو سال جرم و خطا میں گزرا جب وہ فوت ہوا تو بنی اسرائیل نے اسے ایسے ہی بلا کفن و دفن پھینک دیا فَاَوْحَی اللّٰہُ اِلٰی مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنْ غَسِّلْہُ وَکَفِّنْہُ وَصَلِّ عَلَیْہِ فِیْ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ تو اللہ تعالیٰ کا موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اسے غسل دو

اور کفنا کر، بنی اسرائیل کو بلا کر اس پر نماز جنازہ پڑھیے۔ سبب دریافت کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّهٗ نَظَرَ فِی التَّوْرَاةِ فَوَجَدَ اِسْمَ مُحَمَّدٍ فَقَبَّلَ وَوَضَعَہٗ عَلٰی عَیْنَیْہِ وَصَلّٰی عَلَیْہِ اس لیے کہ اس نے تورات میں میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم گرامی دیکھا تو اسے بوسہ دے کر آنکھوں پر رکھا اور درود بھی پڑھا فَغَفَرْتُ لَہٗ ذُنُوْبَہٗ وَزَوَّجْتُہٗ حُوْرًا عِیْنًا اسی لیے میں نے اسے بخش دیا اور اسے حور بھی عنایت کر دی (اخرجہ ابو نعیم فی الحلیہ ص۴۲ جلد ۲ کذا فی سیرۃ حلبی ص۸۰ جلد ۱ و نزہۃ المجالس ص۹۹ جلد ۲ از تاریخ الخمیس وغیرہ و خصائص کبریٰ ص۱۶ جلد ۱)

ف: اس حکایت کو بار بار پڑھیے۔ ہمارے مخالفین تو زندگی بھر ماتھے رگڑ رگڑ کر بھی بہشت نہ لے سکے اور نہ ہی حور

یعنی میرا مالک حقیقی قادر ہے کہ اپنے محبوب مدنی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک نام لیوا اور عاشق کو بہشت بھی دے دی اور حور بھی اس سے مخالفین روتیں یا مریں لیکن اس عاشق نے بزبان حال کہہ ہی دیا ہ

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

انہی باتوں سے لوگ دھوکہ میں آجاتے ہیں کہ گناہ کیے جاؤ۔

یک شبہ: اللہ تعالیٰ تو صرف نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام کی برکت سے بخش دے گا۔ فلہذا اب اعمال صالحہ کی ضرورت ہی کیا ہے۔ قطع نظر حکایت کی صحت، روایت، کے اسلامی طریقوں پر حرف آتا ہے۔

الجواب: ع رحمت حق بہانہ می جوید۔ مولیٰ عزوجل اگر قہار و جبار ہے تو رحیم و کریم بھی ہے اور ستار و غفار بھی۔ مخالف کے سامنے نبوی وقار علی صاحبہ السلام چونکہ بالکل نہیں اسی لیے اسے یہ

بات معمولی معلوم ہو رہی ہے۔ صحابہ کرام کی زندگی پر نظر ڈالیے انھوں نے کون سے شاقہ اعمال کیے کہ اُمتِ مصطفویہ علیٰ صاحبہا التحیۃ کے اغواث واقطاب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس صحابی (جس نے ساری زندگی کفر و شرک میں گزاری لیکن آخری لمحاتِ زندگی نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رُخِ انور کی زیارت کر کے کہہ دیا: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ) کا موازنہ کروگے تو صحابی کی شان کو فوقیت حاصل ہوگی۔ صرف اس لیے کہ دیدارِ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا صدقہ ہے لیکن تاہم مخالف کے اطمینان کے لیے ثبوت میں ذیل کی سچی اور صحیح حدیث شریف کافی ہے۔

حکایت: حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں سابقہ زمانہ میں ایک آدمی تھا جس نے ننانوے مرد قتل کیے۔ ایک عالمِ دین سے اپنی توبہ کا سوال کیا تو اس نے ایک راہب کی طرف رہبری کی۔ اس راہب کی خدمت میں پہنچ کر اپنا ماجرا سنایا۔ راہب نے کہا ایسے کی توبہ قبول نہیں ہوگی۔ اس نے راہب کو بھی قتل کر دیا۔ اب اس پر پورے سو قتل ہو گئے۔ آگے چل کر پھر کسی عالمِ دین سے اپنی توبہ کے متعلق پوچھا تاکہ اس کی توبہ قبول ہو جائے۔ اس نے کہا کیوں نہیں توبہ کے درمیان کون حائل ہو سکتا ہے لیکن فلاں گاؤں میں جاؤ وہاں اللہ کے بندے رہتے ہیں جو عبادت گزار ہیں تو ان کے ساتھ رہ کر عبادت کر اپنے گاؤں میں نہ جانا اس لیے کہ وہ بُرا مقام ہے۔ وہ مرد چل پڑا جب آدھا سفر طے ہوا تو ملک الموت آپہنچا تو اس نے اس گاؤں کی طرف سینہ بڑھایا اس کے بعد ملک الموت جان لے کر چل پڑا فَاخْتَصَمَتْ فِيْهِ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلَائِكَةُ الْعَذَابِ فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلٰى هٰذِهٖ اَنْ تَقَرَّبِيْ وَاِلٰى هٰذِهٖ اَنْ تَبَاعَدِيْ فَقَالَ قِيْسُوْا مَا بَيْنَهُمَا فَوُجِدَ اِلٰى هٰذِهٖ اَقْرَبَ بِشِبْرٍ فَغُفِرَ لَهٗ (مشکوٰۃ شریف)

تو رحمت و عذاب کے فرشتے جھگڑنے لگے۔ زمین کے ناپنے کا حکم دے دیا گیا۔ ادھر زمین کو گھٹنے بڑھنے کا حکم فرمایا وہ شخص زمین مقصود کی طرف ایک بالشت کے برابر قریب پایا گیا۔ اسی وجہ سے اسے بخشا گیا۔ اس کے علاوہ بخاری شریف میں ہے کہ ایک بندے کو صرف کتے کو پانی پلانے سے بخشا گیا۔ اور دوسرے کو راستہ سے کانٹے ہٹانے سے بخشا گیا۔ (بخاری شریف)

دیکھیے رب کریم نے اپنے بندوں کو کیسی کریمی سے بخشا اور ہماری پیش کردہ روایت میں تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام اقدس کا وسیلہ جلیلہ بھی ہے اور جہاں حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وسیلہ جلیلہ ہو وہاں تو فضل الٰہی کا کیا کہنا جیسے حضرت آدم علیہ السلام کے واقعہ میں ہوا۔

حکایت ۲: حضرت مولانا روم قدس سرہٗ مثنوی شریف میں لکھتے ہیں کہ:

بود در انجیل نام مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) — آں سر پیغمبراں بحر صفا

ترجمہ: انجیل میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم گرامی درج تھا۔ آپ ہی تو انبیاء کے سردار اور بحرِ صفا ہیں۔

بود ذکرِ حلیہا و شکلِ او — بود ذکرِ غزو و صوم و اکلِ او

ترجمہ: تورات میں آپ کی صورت و شکل مبارک کا بیان تھا اور آپ کے جہاد اور خورد و نوش اور صوم و صلوٰۃ کا بھی ذکر درج تھا۔

طائفہ نصرانیاں بہرِ ثواب — چوں رسیدندے بداں نام و خطاب

بوسہ دادندے بداں نام شریف — رو نہادندے بداں وصفِ لطیف

ترجمہ: عیسائیوں کی ایک جماعت جب اس نام پاک اور خطاب مبارک پر پہنچتی تو وہ لوگ بغرض ثواب اس نام شریف کو بوسہ دیتے اور اس ذکر مبارک پر بطورِ تعظیم منہ رکھ دیتے۔

اندریں فتنہ کہ گفتم آں گروہ — ایمن از فتنہ بود از شکوہ

جس گروہ کا بیان ہوا وہ دنیا کے فتنوں اور شکوہوں کے دبدبوں سے
محفوظ تھا۔

ایمن از شرِ امیران و وزیر — در پناہِ نامِ احمد مستجیر

ترجمہ: بادشاہوں اور وزیروں کے شر سے اس لیے محفوظ تھے کہ انھیں
حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اسمِ گرامی کی پناہ
نصیب تھی۔

نسلِ ایشاں نیز ہم بسیار شد — نورِ احمد ناصر آمد یار شد

(اس تعظیم کی بدولت) ان کی نسل بہت بڑھ گئی اور حضرت احمد
مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور ان کا حامی و ناصر تھا۔

(ان کے مقابل ایک دوسرا بے ادب گروہ بھی تھا)

واں گروہِ دیگر نصرانیاں — نامِ احمد صلی اللہ علیہ وسلم داشتندے مستہاں

ترجمہ: ان نصرانیوں میں دوسرے وہ بھی تھے جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کے نامِ اقدس کی بے ادبی کرتے تھے۔

مستہاں و خوار گشتند از فتن — از وزیرِ شوم سائے شوم فن

ترجمہ: انھیں یہ سزا ملی کہ فتنوں سے خوار و ذلیل ہو گئے۔ اور وزیر شوم
سے بھی انھیں سخت اذیتیں پہنچیں۔

مستہاں و خوار گشتند آں رفیق — گشتہ محروم از خود و شرطِ طریق

ترجمہ: وہ گروہ ذلیل و خوار ہوا۔ اپنی ہستی سے محروم یعنی قتل کیے گئے اور مذہب
سے بھی محروم یعنی عقائد خراب ہو گئے۔

نامِ احمد صلی اللہ علیہ وسلم چوں چنیں یاری کند — تا کہ نورش چوں مددگاری کند

ترجمہ: نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام جب ایسی مدد کرتا ہے تو اندازہ کرو کہ
ان کا نور کس قدر مددگار ہوتا ہے۔

نامِ احمد چوں حصارے شد حصین — تا چہ باشد ذاتِ آں روح الامین

ترجمہ: جب حضرت احمد نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم گرامی حفاظت کے لیے مضبوط قلعہ ہے تو اس محدوح الامین کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات پاک کیسی ہوگی۔ (مثنوی دفتر اول ص۲۶ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ)

ف: اس سے ثابت ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عشاق اور بے ادب قدیم سے چلے آتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ادب کرنے سے بگڑی بن جاتی ہے اور بے ادبی سے ذلت وخواری نصیب ہوتی ہے اور یہ فیصلہ ازل اور قدیم سے چلا آرہا ہے اور قیامت تک رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

حکایت ۴: فقیہ محمد بن البابار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بھائی سے روایت ہے وہ اپنا حال بیان کرتے ہیں کہ ایک ہوا چلی کہ کنکری ان کی آنکھ میں پڑ گئی۔ نکالتے نکالتے تھک گئے۔ پھر کنکری نہ نکلی اور نہایت شدید درد پہنچایا۔ انھوں نے موذن کو اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا الخ کہتے ہوئے سنا تو کہا مَرْحَبًا بِحَبِيْبِيْ وَقُرَّةُ عَيْنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تو کنکری فوراً نکل گئی۔

ف: زدار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں هٰذا یسیر فی جنب فضائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل کے سامنے یہ کیا چیز ہے لیکن سارا معاملہ عقیدت پر ہے۔ اگر اپنے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عقیدت نہیں تو پھر معاملہ صاف ہے۔

حکایت ۵: حضرت شمس الدین محمد بن صالح مدنی وخطیب وامام مسجد مدینہ طیبہ نے اپنی تاریخ میں حضرت امجد مصری سے۔ انھوں نے فرمایا جس نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم پاک اذان میں سن کر انگوٹھا اور انگلی کو ملائے اور انھیں بوسہ دے کر آنکھوں سے لگائے تو اس کی کبھی

آنکھیں نہ دکھیں گی اور حضرت محمد بن صالح نے فرمایا کہ میں نے ایسے ہی محمد بن زرندی سے بھی سنا اور پھر اپنے متعلق فرمایا۔ وَاَنَا وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَالشُّکْرُ مُنْذُ سَمِعْتُہٗ مِنْھُمَا اِسْتَعْمَلْتُہٗ فَلَمْ تَرْمُدْ عَیْنِیْ وَاَرْجُوْا اَنْ عَافِیَتَھُمَا تَدُوْمُ وَاَنِّیْ اَسْلَمُ مِنَ الْعَمٰی اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی یعنی اللہ ہی کے لیے حمد و شکر ہے جب سے میں نے یہ عمل دونوں صاحبوں سے سنا اپنے عمل میں رکھا۔ آج تک میری آنکھیں نہ دکھیں اور امید کرتا ہوں کہ اچھی رہیں گی اور میں کبھی اندھا نہ ہوں گا (انشاء اللہ) مقاصد حسنہ

ف : یہ تھے سلف صالحین کے عقائد اور اپنے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت و عقیدت۔

حکایت ۶ : الشیخ العالم المفسر العلامہ نور الدین الخراسانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قدس سرہ الربانی کو کسی نے اذان کے وقت انگوٹھوں کو آنکھوں پر ملتے ہوئے دیکھ کر پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ میں پہلے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگاتا تھا لیکن بعد میں چھوڑ دیا۔ میری آنکھیں خراب ہو گئیں ؛

فَرَاَیْتُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنَامًا فَقَالَ لِمَ تَرَکْتَ مَسْحَ عَیْنَیْكَ عِنْدَ الْاَذَانِ اَرَدْتَ اَنْ تَبْرَأَ عَیْنَاكَ تَعُدْ اِلَی الْمَسْحِ وَشَرَعْتُ وَمَسَحْتُ فَبَرَأْتُ وَلَمْ یُعَاوِدْنِیْ مَرَضُھُمَا اِلَی الْاٰنِ۔

(نہج السلامۃ فی تقبیل الابہامین)

ترمیں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ فرمایا تو نے اذان کے وقت انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگانا کیوں چھوڑ دیا ہے اگر تو چاہتا ہے کہ تیری آنکھیں درست ہو جائیں تو وہ عمل پھر شروع کر دے پس میں بیدار ہوا اور یہ عمل شروع کر دیا تو میری آنکھیں

درست ہوگئیں اور اس کے بعد اب تک وہ مرض نہیں لوٹا۔
ف: بقول دیوبندی ووہابی انگوٹھے چومنا بدعت ہے تو بدعتی کو کیوں زیارت ہوئی۔ اور پھر اس کی بیماری جاتی رہی اور آنکھوں کی بیماری کی شفا کا سبب بھی امام وقت انگوٹھے چومنے کو بتا رہا ہے ان حکایات کے علاوہ اور بھی بہت حکایات موجود ہیں صرف مشتے نمونہ خروار چند ذکر کر دی ہیں اور ہمارا دعویٰ ہے کہ جو بھی اس پاک عمل کا پابند ہو جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ اُخروی نجات کے علاوہ دنیا میں آنکھوں کی جملہ امراض سے محفوظ و مامون ہوگا۔ تجربہ شرط ہے لیکن نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عقیدت و خلوص و محبت ضروری ہے ورنہ عمل بے کار اور اُلٹا قیامت میں ذلیل و خوار ہوگا۔ (وما علینا الا البلاغ)

باب دوم

۱۔ شامی میں ہے،

وَاعْلَمْ اَنَّهٗ يُسْتَحَبُّ اَنْ يُّقَالَ عِنْدَ سِمَاعِ الْاُوْلٰى مِنَ الشَّهَادَةِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الثَّانِيَةِ مِنْهَا قُرَّةُ عَيْنِىْ بِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ يُقَالُ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِىْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ بَعْدَ وَضْعِ ظُفْرَيِ الْاِبْهَامَيْنِ عَلَى الْعَيْنَيْنِ فَاِنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُوْنُ لَهٗ قَائِدًا اِلَى الْجَنَّةِ۔

جان لو کہ بے شک اذان کی پہلی شہادت کے سننے پر صلی اللہ علیک یا رسول اللہ اور دوسری شہادت کے سننے پر قرۃ عینی بک یا رسول اللہ کہنا مستحب ہے پھر اپنے انگوٹھوں کے ناخن (چوم کر) اپنی آنکھوں

پر رکھے اور کہے اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسا کرنے والے کو اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے جائیں گے۔

کَذَا فِیْ کَنْزِ الْعِبَادِ قُہُسْتَانِیْ وَنَحْوُہٗ فِی الْفَتَاوَی الصُّوْفِیَۃِ وَفِیْ کِتَابِ الْفِرْدَوْسِ مَنْ قَبَّلَ ظُفْرَیْ اِبْہَامَیْہِ عِنْدَ سِمَاعِ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ فِی الْاَذَانِ اَنَا قَائِدُہٗ وَمُدْخِلُہٗ فِیْ صُفُوْفِ الْجَنَّۃِ وَتَمَامُہٗ فِیْ حَوَاشِی الْبَحْرِ لِلرَّمْلِیْ۔ (ردالمحتار ص۲۷)

ایسا ہی کنز العباد امام قہستانی میں اور اسی کی مثل فتاویٰ صوفیہ میں ہے اور کتاب الفردوس میں ہے کہ جو شخص اذان میں اشہد ان محمد رسول اللہ سن کر اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چومے (اس کے متعلق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے) کہ میں اس کا قائد ہوں گا اور اس کو جنت کی صفوں میں داخل کروں گا اور اس کی پوری بحث بحر الرائق کے حواشی رملی میں ہے۔

(۲) رئیس الفقہاء الحنفیہ علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح مراقی الفلاح میں یہی عبارت اور دیلمی کی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی مرفوع حدیث نقل کر کے فرماتے ہیں:

وَکَذَا رُوِیَ عَنِ الْخِضْرِ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَبِمِثْلِہٖ یُعْمَلُ فِی الْفَضَائِلِ (الطحطاوی علی مراقی الفلاح ص۱۱۱)

اور اسی طرح حضرت خضر علیہ السلام سے بھی روایت کیا گیا ہے اور فضائل اعمال میں ان احادیث پر عمل کیا جاتا ہے۔

۲۔ علامہ امام قہستانی شرح الکبیر میں کنز العباد سے نقل کر فرماتے ہیں:

اِعْلَمْ اَنَّہٗ یُسْتَحَبُّ عِنْدَ سِمَاعِ الْاُوْلٰی مِنَ الشَّہَادَۃِ الثَّانِیَۃِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعِنْدَ سِمَاعِ الثَّانِیَۃِ قُرَّۃُ عَیْنِیْ بِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ثُمَّ یُقَالُ اَللّٰہُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ بَعْدَ وَضْعِ ظُفْرَیِ الْاِبْہَامَیْنِ عَلَی الْعَیْنَیْنِ فَاِنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَکُوْنُ قَائِدًا لَّہٗ اِلَی الْجَنَّۃِ۔ (تفسیر روح البیان ص ۶۴۸)

جان رکھو بلاشبہ اذان کی پہلی شہادت کے وقت سننے پر صلی اللہ علیک یا رسول اللہ اور دوسری شہادت کے وقت قرۃ عینی بک یا رسول اللہ کہنا مستحب ہے پھر اپنے انگوٹھوں کے ناخن چوم کر اپنی آنکھوں پر رکھے اور کہے اللھم متعنی بالسمع والبصر تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسا کرنے والے کو اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے جائیں گے۔

۳۔ علامہ الفاضل الکامل الشیخ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی شہرۂ آفاق تفسیر روح البیان ص ۶۴۸ ج ۳ میں لکھتے ہیں:

وَفِیْ قَصَصِ الْاَنْبِیَاءِ وَغَیْرِہَا اَنَّ اٰدَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِشْتَاقَ اِلٰی لِقَاءِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ کَانَ فِی الْجَنَّۃِ فَاَوْحَی اللّٰہُ تَعَالٰی اِلَیْہِ ہُوَ مِنْ صُلْبِکَ وَیَظْہَرُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ فَسَاَلَ لِقَاءَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ کَانَ فِی الْجَنَّۃِ فَاَوْحَی اللّٰہُ اِلَیْہِ فَجَعَلَ اللّٰہُ النُّوْرَ الْمُحَمَّدِیَّ فِیْ اِصْبَعِہِ الْمُسَبِّحَۃِ مِنْ یَدِہِ الْیُمْنٰی فَسَبَّحَ ذٰلِکَ النُّوْرُ فَلِذٰلِکَ سُمِّیَتْ تِلْکَ الْاِصْبَعُ مُسَبِّحَۃً کَمَا فِی الرَّوْضِ الْفَائِقِ اَوْ اَظْہَرَ اللّٰہُ تَعَالٰی جَمَالَ حَبِیْبِہٖ فِیْ صَفَاءِ ظُفْرَیْ اِبْہَامَیْہِ مِثْلَ الْمِرْاٰۃِ فَقَبَّلَ اٰدَمُ ظُفْرَیْ اِبْہَامَیْہِ وَمَسَحَ عَلٰی عَیْنَیْہِ

فَصَارَ اَضْلَاءٌ لِذُرِّيَّتِهٖ فَلَمَّا اَخْبَرَ جِبْرِيْلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ سَمِعَ اِسْمِیْ فِی الْاَذَانِ فَقَبَّلَ ظُفْرَیْ اِبْهَامَيْهِ وَمَسَحَ عَلٰی عَيْنَيْهِ لَمْ يَعْمَ اَبَدًا ۔ (روح البیان ص۶۲۹)

قصص الانبیاء وغیرہ کتب میں ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ملاقات کا اشتیاق ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ وہ تمہارے صلب سے آخر زمانے میں ظہور فرمائیں گے تو حضرت آدم نے آپ کی ملاقات کا سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے دائیں ہاتھ کے کلمے کی انگلی میں نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چمکایا تو اس نور نے اللہ کی تسبیح پڑھی اسی واسطے اس انگلی کا نام کلمے کی انگلی ہوا۔ جیسا کہ روض الفائق میں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے جمال محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت آدم کے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں میں مثل آئینہ کے ظاہر فرمایا تو حضرت آدم نے اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں پہ پھیرا پس یہ سنت ان کی اولاد میں جاری ہوئی۔ پھر جبریل علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی تو آپ نے فرمایا جو شخص اذان میں میرا نام سن کر اور اپنے انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں سے لگائے تو وہ کبھی اندھا نہ ہوگا۔

۵۔ اسی تفسیر روح البیان ص۶۴۸ ج ۴ میں ہے:

در محیط آوردہ کہ پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بمسجد درآمد و نزدیک ستون بنشست و صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ در برابر آنحضرت نشستہ بود بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ برخاست و باذان اشتغال

فرمود چوں گفت اشہد ان محمد رسول اللہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر دو ناخن ابہامین خود را بر ہر دو چشم خود نہادہ گفت قُرَّۃُ عَیْنِیْ بِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ چوں بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ فارغ شد حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودہ کہ یا ابابکر ہر کہ بکند ایں چنیں کہ تو کردی خدائے بیامرزد گناہان جدید او را قدیم۔ اگر بعمد بودہ باشد اگر بخطا۔

ترجمہ، محیط میں لایا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور ایک ستون کے قریب بیٹھ گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ کے برابر بیٹھے تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھ کر اذان دینا شروع کی جب انھوں نے اشہد ان محمد رسول اللہ کہا۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو اپنی دونوں آنکھوں پر رکھا اور کہا قرۃ عینی بک یا رسول اللہ جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان دے چکے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر جو شخص ایسا کرے جیسا کہ تم نے کیا ہے خدا تعالیٰ اس کے گناہوں کو بخش دے گا۔

۲۔ و حضرت امام ابوطالب محمد بن علی المکی رفع اللہ درجاتہ، در قوت القلوب روایت کردہ از ابن عیینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہ حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام بمسجد در آمد در دہہ محرم و بعد از آنکہ نماز جمعہ ادا فرمودہ بود نزدیک اسطوانہ قرار گرفت و ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بظہر ابہامین چشم خود را مسح کرد و گفت قرۃ عینی بک یا رسول اللہ و چوں بلال از اذان فراغتے روئے نمود حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودہ کہ

اے ابابکر ہر کہ بگوید آنچہ تو گفتی از روئے شوق بلقائے من وبکند آنچہ تو کردی خدائے تعالیٰ درگزارد گناہان وے را آنچہ باشد نو و کہنہ خطا و عمد و نہاں و آشکارا۔

ترجمہ: اور حضرت شیخ امام ابو طالب محمد بن علی المکی اللہ ان کے درجات بلند کرے اپنی کتاب قوت القلوب میں ابن عیینہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز جمعہ ادا کرنے کے لیے محرم کی دسویں تاریخ کو مسجد میں تشریف لائے اور ایک ستون کے قریب بیٹھ گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان میں حضور کا نام سن کر اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو اپنی آنکھوں پہ پھیرا اور کہا قرۃ عینی بک یا رسول اللہ جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان سے فارغ ہو گئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر جو شخص تمہاری طرح میرا نام سن کر انگوٹھے آنکھوں پہ پھیرے اور جو تم نے کہا وہ کہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے تمام نئے اور پرانے ظاہر و باطن سب گناہوں سے درگزر فرمائے گا۔

۷۔ امام سخاوی شمس الدین امام محمد بن صالح مدنی کی تاریخ سے نقل فرماتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا میں نے حضرت مجد مصری کو جو کاملین صالحین میں سے تھے فرماتے سنا کہ،

مَنْ صَلّٰی عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا سَمِعَ ذِکْرَہٗ فِی الْاَذَانِ وَجَمَعَ اِصْبَعَیْہِ الْمسبحۃ وَالْاِبْھَامِ وَقَبَّلَھُمَا وَمَسَحَ بِھِمَا عَیْنَیْہِ لَمْ یَرْمُدْ اَبَدًا۔ (المقاصد الحسنۃ صفحہ ۳۸۴)

ترجمہ، جو شخص نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر پاک اذان میں سن

کر درود بھیجے اور کلمہ کی انگلیاں اور انگوٹھے ملا کر ان کو بوسہ دے اور آنکھوں پر پھیرے اس کی کبھی آنکھیں نہ دکھیں گی۔

۸۔ یہی امام سخاوی، ان ہی امام محمد بن صالح کی تاریخ سے نقل فرماتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا عراق کے بہت سے مشائخ سے مروی ہوا ہے کہ جب انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر پھیرے تو یہ درود شریف پڑھے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یَا حَبِیْبَ قَلْبِیْ وَیَا نُوْرَ بَصَرِیْ وَیَا قُرَّۃَ عَیْنِیْ انشاء اللہ کبھی آنکھیں نہ دکھیں گی اور یہ مجرب ہے۔ اس کے بعد امام مذکور فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے یہ سنا ہے یہ مبارک عمل کرتا ہوں، آج تک میری آنکھیں نہ دکھی ہیں اور نہ انشاء اللہ دکھیں گی۔ (المقاصد الحسنہ)

۹۔ شافعی مذہب کی مشہور کتاب اعانۃ الطالبین علی حل الفاظ "کفایت الطالب الربانی لرسالۃ ابن ابی زید القیروانی" کے صـ۱۶۹ پر ہے کہ جب اذان میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک سنے تو درود پاک پڑھے:

ثُمَّ یُقَبِّلُ اِبْهَامَیْهِ وَیَجْعَلُهُمَا عَلٰی عَیْنَیْهِ لَمْ یَعْمَ وَلَمْ یَرْمَدْ۔

پھر انگوٹھے چومے اور آنکھوں پر رکھے تو نہ کبھی اندھا ہوگا اور کبھی آنکھیں دکھیں گی۔

۱۰۔ علامہ امام سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دیلمی کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لَمَّا سَمِعَ قَوْلَ الْمُؤَذِّنِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ

قَالَ هٰذَا وَقَبَّلَ بَاطِنَ الْاَنْمُلَتَيْنِ السَّبَابَتَيْنِ
وَمَسَحَ عَلٰى عَيْنَيْهِ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ
فَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ خَلِيْلِيْ فَقَدْ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ

ترجمہ: جب مؤذن کو اشہدان محمد رسول اللہ کہتے ہوئے سنا تو یہی کہا اور اپنی انگشتان شہادت کے پورے جانب زیریں سے چوم کر آنکھوں سے لگائے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو میرے اس پیارے دوست کی طرح کرے گا میری شفاعت اس کے لیے حلال ہو گئی۔ (مقاصد حسنہ)

۱۱۔ یہی امام سخاوی حضرت ابو العباس احمد بن ابی بکر الرداد الیمانی کی کتاب "موجبات الرحمۃ وعزائم المغفرۃ" سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ يَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنَّ
مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ مَرْحَبًا بِحَبِيْبِيْ وَقُرَّةُ عَيْنِيْ مُحَمَّدِ
ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ثُمَّ يُقَبِّلُ اِبْهَامَيْهِ وَيَجْعَلُهُمَا عَلٰى عَيْنَيْهِ
لَمْ يَرْمَدْ اَبَدًا (المقاصد الحسنہ صـ ۳۸۴)

ترجمہ: جو شخص مؤذن سے اشہدان محمد رسول اللہ سن کر کہے مرحبا بحبیبی وقرۃ عینی محمد بن عبد اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پھر دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے وہ کبھی اندھا نہ ہوگا اور نہ اس کی آنکھیں دکھیں گی۔

۱۲۔ یہی امام سخاوی فقیہ محمد بن سعید خولانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ يَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنَّ
مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ مَرْحَبًا بِحَبِيْبِيْ وَقُرَّةُ عَيْنِيْ

مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَیُقَبِّلُ اِبْھَامَیْہِ وَیَجْعَلُھُمَا عَلٰی عَیْنَیْہِ لَمْ یَعْمِ وَلَمْ یَرْمَدْ۔
(المقاصد الحسنہ)

ترجمہ، جو شخص مؤذن سے اشہد ان محمد رسول اللہ سن کر کہے مرحبا بحبیبی وقرۃ عینی محمد بن عبد اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پھر دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے وہ کبھی اندھا نہ ہوگا اور نہ کبھی اس کی آنکھیں دکھیں گی۔

۱۳۔ یہی امام سخاوی امام طاؤس سے نقل فرماتے ہیں کہ انھوں نے شمس الدین محمد بن ابی نصر بخاری خواجہ حدیث سے یہ حدیث مبارک سنی، فرمایا:

مَنْ قَبَّلَ عِنْدَ سِمَاعِہٖ مِنَ الْمُؤَذِّنِ کَلِمَۃَ الشَّھَادَۃِ ظُفْرَیْ اِبْھَامَیْہِ وَمَسَحَھُمَا عَلٰی عَیْنَیْہِ وَقَالَ عِنْدَ الْمَسِّ اَللّٰھُمَّ احْفَظْ حَدَقَتَیَّ وَنَوِّرْھُمَا بِبَرَکَۃِ حَدَقَتَیْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنُوْرِھِمَا لَمْ یَعْمِ۔ (مقاصد حسنہ)

ترجمہ، جو شخص مؤذن سے کلمہ شہادت سن کر انگوٹھوں کے ناخن چومے اور آنکھوں پر پھیرے اور یہ پڑھے اَللّٰھُمَّ احْفَظْ حَدَقَتَیَّ وَنَوِّرْھُمَا بِبَرَکَۃِ حَدَقَتَیْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنُوْرِھِمَا۔ لَمْ یَعْمِ وہ کبھی اندھا نہ ہوگا۔

۱۴۔ شیخ المشائخ، رئیس المحققین، سید العلماء الحنفیہ بمکۃ المکرمہ مولانا جمال الدین عبد اللہ بن عمر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں:

سُئِلْتُ عَنْ تَقْبِيْلِ الْاِبْهَامَيْنِ وَوَضْعِهِمَا عَلَى الْعَيْنَيْنِ عِنْدَ ذِكْرِ اِسْمِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْاَذَانِ هَلْ هُوَ جَائِزٌ اَمْ لَا؟ اُجِيْبُ بِمَا لَفْظُهٗ نَعَمْ تَقْبِيْلُ الْاِبْهَامَيْنِ وَوَضْعُهُمَا عَلَى الْعَيْنَيْنِ عِنْدَ ذِكْرِ اِسْمِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْاَذَانِ جَائِزٌ بَلْ هُوَ مُسْتَحَبٌّ صَرَّحَ لَهٗ مَشَائِخُنَا۔ (منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین)

"مجھ سے سوال ہوا کہ اذان میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسم مبارک کے ذکر کے وقت انگوٹھے چومنا اور آنکھوں پر رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ میں نے ان لفظوں سے جواب دیا کہ ہاں اذان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سن کر انگوٹھے چومنا اور آنکھوں سے لگانا جائز بلکہ مستحب ہے۔ ہمارے مشائخ مذہب نے اس کے مستحب ہونے کی تصریح فرمائی ہے۔ (منیر العین)

۱۵۔ مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی کا فتویٰ

سوال: ناخنہائے ہر دو دست بر چشم نہادن ہنگام شنیدن نام آں سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در اذان چہ حکم دارد۔

ترجمہ: اذان میں سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام مبارک کے سننے کے وقت دونوں ہاتھوں کے ناخنوں کو (چوم کر) آنکھوں پر رکھنا کیا حکم رکھتا ہے۔

جواب: بعضے فقہا مستحب نوشتہ اند و حدیثے ہم دریں باب نقل میسازند مگر صحیح نیست و در امر مستحب فاعل و تارک ہر دو قابل ملامت و تشنیع نیستند در جامع الرموز می آرد اِعْلَمْ اَنَّهٗ يُسْتَحَبُّ اَنْ يُّقَالَ عِنْدَ سِمَاعِ الْاُوْلٰى مِنَ الشَّهَادَةِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعِنْدَ سِمَاعِ الثَّانِيَةِ قُرَّةُ عَيْنِيْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ يُقَالُ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ بَعْدَ وَضْعِ ظُفْرِ الْيَدَيْنِ عَلَى الْعَيْنَيْنِ فَاِنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُوْنُ قَائِدًا لَهٗ اِلَى الْجَنَّةِ۔ (مجموعہ فتاویٰ ص ۲۳ ج ۲)

جواب: بعض فقہاء نے اس کو مستحب لکھا ہے اور اس کے بارے میں حدیثیں بھی نقل کی ہیں مگر وہ صحیح نہیں ہیں اور مستحب کام کرنے اور نہ کرنے والا دونوں قابل ملامت اور طعن و تشنیع نہیں ہیں اور جامع الرموز میں ہے کہ بلا شبہ اذان کی پہلی شہادت کے سننے پر صلی اللہ علیک یا رسول اللہ اور دوسری کے سننے پر قرۃ عینی بک یا رسول اللہ کہنا مستحب ہے پھر کہے اے اللہ میری سمع و بصر کو نفع پہنچا اور پھر دونوں ہاتھوں کے ناخنوں کو (چوم کر) اپنی آنکھوں پر رکھے تو ایسا کرنے والے کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے زیرِ سایہ جنت میں لے جائیں گے۔

۱۹۔ جلالین شریف حاشیہ ۳ مطبوعہ اصح المطابع کراچی ص ۳۵۸ دیوآیت صلوٰۃ بہت عبارات نقل کیے منجملہ قوت القلوب از شیخ امام ابوطالب محمد بن علی المکی رفع اللہ درجتہ کی عبارت بھی ہے فرمایا،

روایت کردہ اند کہ حضرت پیغمبر علیہ السلام بمسجد در آمد و ابوبکرؓ ظفر ابہامین چشم خود را مسح کرد و گفت قرۃ عینی بک یا رسول اللہ و چوں بلال رضی اللہ عنہ از اذان فراغت روئی نمود حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمود کہ ابوبکر ہر کہ بگوید آنچہ تو بگفتی از روئے من و بکند آنچہ تو کردی خدا در گزارد گناہان وے را آنچہ باشد نو کہنہ، خطا و عمد و نہاں و آشکارا در مضمرات بریں وجہ نقل کردہ۔

ترجمہ: روایت کی گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دونوں ناخنوں کو چوم کر آنکھوں سے لگایا۔ جب بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان سے فارغ ہوئے تو حضور اقدس نے فرمایا اے ابوبکر جو شخص اس طرح کرے جیسا کہ تو نے کیا ہے تو خدا تعالیٰ اس کے نئے اور پرانے خطاءً اور عمداً پوشیدہ اور ظاہر سب بخش دے گا۔ (مضمرات" نے اسی طریقہ سے نقل کیا ہے)۔

اس کے بعد محشی جلالین حدیث تقبیل ابہامین پر جرح قدح کرکے اپنا

فیصلہ سناتے ہیں فَكَوْنُ الْحَدِيثِ الْمَذْكُورِ غَيْرَ مَرْفُوعٍ لَا يَسْتَلْزِمُ تَرْكَ الْعَمَلِ بِمَضْمُونِهِ وَقَدْ أَصَابَ الْقُهُسْتَانِي فِي الْقَوْلِ بِاسْتِحْبَابِهِ

یعنی حدیث تقبیل ابہامین اگرچہ مرفوع نہ ہو تب بھی اس کے مضمون سے ترک استحباب لازم نہیں آتا۔ اس مسئلہ میں امام قہستانی مصیب ہیں کہ انھوں نے تقبیل ابہامین کو مستحب قرار دیا اس کے بعد محشی جلالین "قوت قلوب" کے مصنف عالی شان کا درجہ علمی ایک بہت بڑے شیخ الشائخ کی سند سے پختہ کرتے ہیں کہ "وَكَفَانَا كَلَامُ الْإِمَامِ الْمَكِّيِّ فِي كِتَابٍ فَإِنَّهُ شَهِدَ الشَّيْخُ السُّهْرَوَرْدِيُّ فِي عَوَارِفَ بِوُفُورِ عِلْمِهِ وَكَثْرَةِ حِفْظِهِ وَقُوَّةِ حَالِهِ وَقَبِلَ جَمِيعَ مَا أَوْرَدَهُ فِي كِتَابِهِ قُوتُ الْقُلُوبِ" یعنی اس تقبیل ابہامین کے مسئلہ میں ہمیں امام کا قول "قوت القلوب" میں درج کردہ کافی ہے اس لیے امام مکی وہ بزرگ ہیں جن کی قوت علمی و عملی اور حفظ و قوت کا اقرار شیخ المشائخ امام شہاب الدین سہروردی قدس سرہٗ عوارف المعارف میں فرما چکے ہیں بلکہ فرمایا کہ جو کچھ امام مکی نے قوت القلوب میں درج فرمایا ہے سب حق ہے۔ پھر محشی جلالین مذکور کہتا ہے۔ "وَلَقَدْ فَصَّلْنَا الْكَلَامَ وَأَطْنَبْنَا لِأَنَّ بَعْضَ النَّاسِ يُنَازِعُ فِيهِ لِقِلَّةِ عِلْمِهِ" یعنی اس مسئلہ میں کلام طویل کردیا۔ اس کی صرف وجہ یہ ہے کہ بعض لوگ کم علمی کی وجہ سے اس مسئلہ میں جھگڑا کرتے ہیں۔

جلالین کی طباعت و اشاعت اصح المطابع کے مالک نور محمد نے نہایت اعلیٰ اہتمام و انتظام سے کی اس کے حواشی خود لکھے یا کسی سے لکھوائے۔ وہ خود دیوبندی تھا چنانچہ اپنے آپ کو اشرف علی تھانوی کا خلیفہ مجاز بتاتا ہے۔ بہرحال جو کچھ بھی ہے منکرین مسئلہ کی خوب تردید فرمائی۔

۱۷۔ علامہ محدث طاہر فتنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "تکملہ بحار الانوار" میں حدیث کو صرف لا یصح تحدر لکھتے ہیں وَرُوِيَ تَجْرِبَةٌ عَنْ كَثِيرِينَ یعنی اس کے تجربہ کی روایات بکثرت آئی ہیں۔

۱۸۔ مرقات شرح مشکوٰۃ میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خوب وضاحت

DEOBAND ULEMA

فرمائی اور پھر موضوعات کبیر میں تو مسئلہ کو بالکل صاف کر دیا ہے۔ اس کی بحث آئے گی۔

نتیجہ : انگوٹھے چومنے کا مسئلہ جس طرح احادیث سے ثابت ہے اسی طرح فقہائے کرام کی عبارات سے بھی ثابت ہے خواہ وہ فقہاء حنفی ہوں یا شافعی یا مالکی چنانچہ مذکورہ عبارات میں ہر سہ مذاہب کے علماء تھے اور جن کتب میں یہ مسئلہ موجود ہے ان کے اسماء درج ذیل ہیں:۔

(۱) قوت القلوب، از امام ابو طالب مکی (۲) روح البیان (۳) حاشیہ جلالین۔ (۳) رد المحتار شامی (۴) انجیل برنباس (۵) فتاویٰ جواہر (۶) فتاویٰ سراج المنیر (۷) فتاویٰ صوفیہ (۸) فتاویٰ مفتاح الجنان (۹) نغم الاقتباہ (۱۰) صلوٰۃ مسعودی (۱۱) مثنوی مولانا روم (۱۲) جامع الرموز (۱۳) شرح نقایہ (۱۴) کنز العباد (۱۵) موضوعات کبیر ملا علی قاری (۱۶) المقاصد الحسنہ (۱۷) دیلمی فی الفردوس (۱۸) موجبات الرحمۃ وعزائم المغفرت (۱۹) از شیخ محمد بن صالح المدنی (۲۰) فتاویٰ جمال مکی (۲۱) تکملہ مجمع بحار الانوار ملا طاہر محدث فتنی (۲۲) قہستانی حواشی رملی علی بحر الرائق۔ (۲۳) المضمرات (۲۴) اعانۃ الطالبین فقہ شافعی (۲۵) شرح کفایۃ الطالب الربانی (مالکی فقہ) (۲۶) طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح علی نور الایضاح (۲۷) تذکرۃ الموضوعات سید تکمان (۲۸) فتاویٰ عبدالحی (۲۹) محیط (۳۰) خزانۃ الروایات (۳۱) مقدمۃ الصلوٰۃ (۳۲) تہذیب الصلوٰۃ (۳۳) جواہر محمدیہ (۳۴) خطب مولانا عبد القدوس (۳۵) بستان المحدثین (۳۶) موضوعات کبیر (۳۷) مرقات شرح مشکوٰۃ وغیرہ وغیرہ۔ ان کے علاوہ بہت سی کتابوں کے حوالے سیدی شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہ نے ارشاد فرمائے ہیں۔

ان میں بعض وہ کتابیں ہیں جن سے مجھے براہ راست مطالعہ کا شرف حاصل ہوا اور اکثر وہ ہیں جو اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ مجدد دین وملت سیدی احمد رضا قدس سرہ کی کتاب منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین اور نہج السلامۃ فی تقبیل الابہامین فی الاقامہ سے استفاضہ واستفادہ کیا۔ ان میں بعض کتابیں نہایت زمانہ قدیم کی ہیں جن پر وہابیہ دیوبندیہ کو پورا ایمان ہے

چیلنج ، ہم نے بہت بڑی کتب سے احادیث وفقہ کی عبارات کا حوالہ دے کر مسئلہ کا ثبوت دیا ہے۔ اگر وہابیہ دیوبندیہ کو جرأت ہے تو اس کی نفی میں احادیث

اور متقدمین فقہاء کی کتب سے صرف ایک حوالہ پیش کریں تو فی حوالہ ایک صد روپیہ نقد وصول کریں، ورنہ ہمارے پیش کردہ حوالہ جات کے ایک ایک حوالے کا جرمانہ ادا کریں۔

خاتمہ

اعتراضات وجوابات: فتاویٰ امدادیہ میں مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا کہ اول تو اذان ہی میں انگوٹھے چومنا کسی معتبر روایت سے ثابت نہیں اور جو کچھ بعض لوگوں نے اس بارے میں روایت کیا ہے وہ محققین کے نزدیک ثابت نہیں چنانچہ شامی بعد نقل اس عبارت کے لکھتے ہیں وَذَکَرَ ذٰلِکَ الْجَرَّاحِیُّ وَاَطَالَ ثُمَّ قَالَ وَلَمْ یَصِحَّ فِی الْمَرْفُوْعِ مِنْ کُلِّ ھٰذَا شَیْئٌ اس کے آگے چل کر ایک اپنی طرف سے مضمون درج کرتا ہے، وَقُلْتُ وَ اَمَّا الْمَوْقُوْفُ فَاِنَّہٗ وَاِنْ کَانَ مَنْقُوْلًا لٰکِنْ مَعَ ضُعْفِ اِسْنَادِہٖ لَیْسَ فِیْہِ کَوْنُ ھٰذَا الْعَمَلِ طَاعَۃً بَلْ ھُوَ رُقْیَۃٌ لِلْحِفْظِ عَنْ رَمَدٍ وَالْعَوَامُ یَفْعَلُوْنَہٗ بِاِعْتِقَادِ کَوْنِہٖ طَاعَۃً (فتاویٰ امدادیہ صفحہ ۵۰ ج ۴)

خلاصہ سوال یہ ہے کہ انگوٹھے کی روایت کسی معتبر روایت سے ثابت نہیں اگر کہیں ثبوت ملتا ہے تو اسے محققین نہیں مانتے ہیں۔ اگر حدیث موقوف کہیں ملتی ہے تو وہ ضعیف ہے۔ اور باقی رہا فقہاء کا عمل وہ بھی طاعت سمجھ نہیں کرتے بلکہ آنکھ کی بیماری کی حفاظت کا منتر سمجھ کر عمل کرتے ہیں اور عوام کا کیا کہنا وہ اگر طاعت کریں تو ان کا کوئی اعتبار نہیں۔

الجواب: چوری کے وقت تین حیثیتیں ملحوظ ہوتی ہیں (۱) کس کی چوری کی گئی (۲) کتنی چوری ہوئی (۳) چور کیسا ہے۔ پھر آگے اگر ہر سہ حیثیتیں بالا ہوں تو تفتیش کے لیے کسی بڑے مرد میدان کی ضرورت ہوتی ہے یہاں بھی ایسے ہے (۱) شان رسالت کے وقار کی چوری ہوتی (۲) چوری کا اندازہ میدان حشر میں ہوگا (۳) مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندیوں کا مجدد۔ یہ ایک سنگین مقدمہ ہے۔ اس کی تفتیش ہم سے نہیں ہو سکے گی۔ ہم نے شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ کے نام نامی اسم گرامی کو چنا، یعنی ذیل کی تحقیق

"میں کہتا ہوں کہ جب اس حدیث کا رفع حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک ثابت ہے تو عمل کے لیے کافی ہے کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ میں تم پر لازم کرتا ہوں اپنی سنت اور خلفائے راشدین کی سنت۔"

معلوم ہوا کہ حدیث موقوف صحیح ہے کیونکہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک اس کا رفع ثابت ہے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے چنانچہ مخالفین کے سردار مولوی خلیل احمد انبیٹھوی و مولوی رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں۔ "جس کے جواز کی دلیل قرون ثلاثہ میں ہو خواہ وہ جزئیہ بوجہ خارجی ان قرون میں ہوا یا نہ ہوا اور خواہ اس کی جنس کا وجود خارج میں ہوا ہو یا نہ ہوا ہو وہ سب سنت ہے۔ (براہین قاطعہ)"

دیوبندیوں کے اس قاعدہ سے ثابت ہوا کہ گنگوہی صاحب کے نزدیک اذان میں نام اقدس سن کر انگوٹھے چومنا سنت ہے کیونکہ ملا علی قاری کی عبارت سے قرون ثلاثہ میں اس کی اصل متحقق ہو گئی، پھر اس کو بدعت وغیرہ کہنا نہیں تو اور کیا ہے۔

نکتہ: شرع مطہرہ کا قاعدہ ہے کہ خصوص کی نفی سے عموم کی نفی نہیں ہوا کرتی۔ (اس قاعدہ کی وضاحت فقیر اویسی غفرلہ نے اصول قرآن المعروف احسن البیان میں کی ہے) مثلاً ہم کہہ دیں کہ فلاں مولوی صاحب قطب نہیں تو اس کا معنی جاہل سے جاہل بھی یہ نہ سمجھے گا کہ مولوی صاحب کافر ہیں۔ صرف یہ سمجھے گا کہ چونکہ قطبیت بلند درجہ ہے اس لیے مولوی صاحب قطب نہیں تو صالح مومن ضرور ہوں گے اسی طرح **لا یصح** کا مطلب ہے کہ اگر یہ حدیث صحیح کے اعلیٰ مرتبہ کو نہیں پہنچی تو موضوع تو ہرگز نہیں کہ جس پر عمل کرنا گناہ ہو بلکہ صحیح حدیث نہیں جس سے مسئلہ کی قطعیت ثابت ہو سکے۔

سوال: اگر یہ احادیث بے غبار تھیں تو پھر متقدمین لا یصح کیوں کہتے آئے۔

جواب: فقہ کا دارومدار قرآن و احادیث پر ہے اور فقہاء کرام نے اپنے مسائل ان احادیث سے مستنبط کئے جو درجہ صحت کو پہنچی ہیں چنانچہ اس پر ہم آگے چل کر گفتگو کریں۔

گے انشاء اللہ تعالیٰ اگر اس درجہ سے گھٹ گئیں تو جتنا درجہ کم ہوتا گیا اتنا ہی مسئلہ کی اہمیت گھٹتی گئی یہاں تک کہ ضعاف سے مستحبات ثابت کیے۔ تقبیل ابہامین چونکہ بظاہر اہمیت رکھتا تھا کہ ایک طرف تو اسے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان سے تعلق تھا دوسری طرف اس کے علاج سے بھی واسطہ اور وہ بھی آنکھوں سے تو ان کے سامنے خصوصی طور پر ان احادیث کی چھان بین کی تو ان کے سامنے ان احادیث کو صحاح کا درجہ نہ مل سکا تو انھوں نے کہہ دیا کہ مسئلہ کی اگرچہ اہمیت بالاتر ہے لیکن یہ احادیث اس درجہ تک نہیں پہنچیں کہ انھیں صحیح کہا جا سکے فلہذا اس مسئلہ کو مستحبات میں رکھا جائے چنانچہ تمام فقہاء احناف و شوافع وغیرہم اس کے استحباب کے قائل ہیں خلاصہ کلام یہ کہ " احادیث تقبیل ابہامین " میں " لا یصح " محدثین کی اصطلاح کے مطابق یہ احادیث صحیح نہیں ہیں تو موضوع بھی نہیں۔ جب موضوع نہیں تو مسئلہ کے استحباب کے لیے ان سے استدلال جائز ہے۔

سوال: احادیث میں بعض راوی مجہول ہیں۔

جواب: کسی حدیث میں راوی کے مجہول ہونے سے حدیث موضوع و بے کار نہیں ہو جاتی۔ صرف اتنا ہوتا ہے کہ وہ حدیث ضعیف ہو جاتی ہے اور ضعیف فضائل اعمال میں مقبول ہے کما سیجیئ۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری رسالہ فضائل شعبان میں فرماتے ہیں کہ: جَهَالَةُ بعض الرُّوَاةِ لَا يَقْتَضِي كَوْنَ الْحَدِيْثِ مَوْضُوْعًا وَكَذَا نَكَارَةُ الْأَلْفَاظِ فَيَنْبَغِي أَنْ يُحْكَمَ عَلَيْهِ بِأَنَّهُ ضَعِيْفٌ ثُمَّ يُعْمَلُ بِالضَّعِيْفِ فِي فَضَائِلِ الْأَعْمَالِ بعض راویوں کا مجہول کے الفاظ کا بے قاعدہ ہونا یہ نہیں چاہتا کہ حدیث موضوع ہو، ہاں ضعیف کہو۔ پھر فضائل اعمال میں ضعیف پر عمل کیا جاتا ہے۔

نہ صرف ایک راوی کی جہالت سے بلکہ متعدد مجہولوں کا ہونا بھی حدیث میں صرف ضعف کا مورث ہے كَذَا قَالَ الْعَلَّامَةُ الزُّرْقَانِيُّ فِي شَرْحِ الْمَوَاهِبِ اللَّدُنِّيَّةِ فِي حَدِيْثِ إِحْيَاءِ الْأَبَوَيْنِ الْكَرِيْمَيْنِ۔ اس کے علاوہ شاہ احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے اسی مقام پر اصول حدیث کے مطابق طویل بحث فرمائی

ان کے رسالہ منیر العین کی ممنون احسان وم ہون منت ہے۔ اور کچھ راقم کے اپنے اضافے بھی مگر معمولی۔

(۱) متقدمین سلف صالحین کسی ایک مسئلہ کو بھی تشنۂ تکمیل نہیں چھوڑ گئے منجملہ مسئلہ ھذا سے کہ جہاں بھی تنقید و تنقیح ہوئی صرف لایصح وغیرہ استعمال فرمایا اور محدثین کا کہیں بھی ایسے لکھ دینے سے یہ مطلب سمجھنا کہ یہ حدیث بالکل بیکار ہے جہالت کا ثبوت دینا ہے مثلاً حدیث شریف میں ہے کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ یَنْھٰی اَنْ یَّنْتَعِلَ الرَّجُلُ قَائِمًا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہو کر جوتا پہننے سے روکتے تھے۔ اس کو ترمذی نے جابر و انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ اور کہا کلا الحدیثین لایصح عند اھل الحدیث یہاں بھی لایصح آیا ہے۔ اب دیوبندیوں کو چاہیئے کہ جسے جوتا پہننے میں وقت ہوتی ہے اسے کھڑے ہو کر پہنیں کیونکہ اس میں لفظ لایصح آیا ہے۔ نتیجہ نکلا کہ "لایصح" میں اشارہ ہوتا ہے کہ یہ حدیث درجہ صحیح (جو ان کی ایک بلند پایہ حدیث ہے) کے پایہ تک نہیں پہنچی۔

چنانچہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی شرح مستقیم میں فرماتے ہیں حکم بعدم صحت کردن بحسب اصطلاح محدثین غرابت ندارد چہ صحت در حدیث چنانچہ در مقدمہ معلوم شد در اعلیٰ است و دائرہ آن تنگ تر جمیع احادیث کہ در کتب مذکور است حتیٰ کہ دریں شش کتاب کہ آں را صحاح ستہ گویند بہ اصلاح ایشان صحیح نیست بلکہ تسمیہ آنہا صحاح ستہ باعتبار تغلیب است۔

جب حدیث صحیح نہ ہو یعنی لایصلح کہا جاوے تو اس میں یہ ضرور ثابت ہوگا کہ نیچے والے درجات میں سے کوئی درجہ ضرور ہے مثلاً نحو میں مفاعیل پانچ ہیں اور کراھت کراھتی جیسی مثال میں کہہ دیں کہ کراھتی لیس بمفعول مطلق اب اس کا مطلب صاف ہے کہ اگر یہ مفعول مطلق نہیں تو باقی چار درجات میں اگر وہ لایصلح صحیح نہیں تو صحیح لغیرہ ہوگی

یا حسن لذاتہ ہوگی یا حسن لغیرہ ہوگی یہاں تک کہ کہہ دیں کہ ضعیف ہوگی یا موضوع احادیث میں اعلیٰ درجہ صحیح کا اور سب سے گھٹیا درجہ موضوع کا۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ تقبیل ابہامین کی حدیثیں موضوع ہرگز ہرگز نہیں۔ اگر ہیں تو ضعیف ہوں گی۔ چنانچہ میری اس تقریر کی تائید میں ملا علی قاری کی درج ذیل عبارت ہے وقول من یقول فی حدیث انہ لم یصح ان سلم لم یقدح لان الحجیۃ لا تتوقف علی الصحۃ بل الحسن کاف کذا فی المرقاۃ شرح المشکوٰۃ یعنی حدیث کی نسبت کسی کہنے والے کا یہ کہنا کہ وہ صحیح نہیں اگر مان لیا جائے تو کچھ ہرج نہیں ڈالتا کیونکہ حجت کچھ صحیح ہونے پر موقوف نہیں بلکہ حدیث حسن کافی ہے۔ اس کے متعلق صرف اتنا عرض کردینا کافی ہے کہ محدثین کرام کسی حدیث کے متعلق فرمانا کہ صحیح نہیں اس کے معنی یہ نہیں ہوتے کہ غلط و باطل ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ صحت کے اس درجہ کو نہیں پہنچی جسے محدثین اپنی اصطلاح میں درجہ صحت کہتے ہیں، یاد رکھیے! اصطلاح محدثین میں حدیث کا سب سے اعلیٰ درجہ صحیح اور سب سے بدتر موضوع ہے اور وسط میں بہت سے اقسام ہیں جو درجہ بدرجہ مرتب ہیں، صحیح کے بعد حسن کا درجہ ہے۔ لہٰذا نفی صحت حسن کو مستلزم نہیں، بلکہ اگر ضعیف بھی ہو تو فضائل اعمال میں حدیث ضعیف بالاجماع مقبول ہے۔ اور ان احادیث کے متعلق محدثین کا لا یصح فی المرفوع یعنی یہ تمام احادیث حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک مرفوع ہو کر صحیح ثابت نہ ہونا ہمیں فرمانا ثابت کرتا ہے کہ یہ احادیث موقوف صحیح ہیں۔

چنانچہ علامہ امام ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قُلْتُ وَ اِذَا ثَبَتَ رَفْعُهٗ اِلَى الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَيَكْفِيْ لِلْعَمَلِ بِهٖ لِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ۔

(موضوعات کبیر ص ۶۴)

فائدہ: اہل علم کے عمل کر لینے سے بھی حدیث[1] (صحیح ہونے کا درجہ) پاتی ہے اگرچہ سنداً وہ حدیث ضعیف ہو قال السیوطی فی التعقبات قَدْ صَرَّحَ غَیْرُ وَاحِدٍ بِاَنَّ مِنْ دَلِیْلِ صِحَّۃِ الْحَدِیْثِ قَوْلُ اَھْلِ الْعِلْمِ بِہٖ وَاِنْ لَّمْ یَکُنْ لَّہٗ اِسْنَادٌ یُّعْتَمَدُ عَلٰی مِثْلِہٖ یعنی علماء نے تصریح فرمائی ہے کہ اہل العلم کی موافقت بھی صحت حدیث کی دلیل ہوتی ہے اگرچہ اس کے لیے کوئی سند قابلِ اعتماد نہ ہو۔

ف: یہ ارشاد احادیث احکام کے بارہ میں ہے جہاں صحت حدیث کی سخت ضرورت ہے کما مر آنفاً پھر احادیث فضائل ہی ہیں۔

احادیث تقبیل ابہامین کے عاملین اگر شمار کیے جائیں تو تقریباً ہر صدی میں بے شمار ایسے اقطاب و اغواث بھی ملیں گے جن کے صدقے کارخانہ عالم کو بقا ہے۔

فائدہ

کسی نیک فعل کو ثواب کی نیت سے کیا جائے تو اس میں اجر و ثواب ہے۔ اگرچہ وہ فعل درجۂ صحت تک نہ پہنچا ہو کما قال علیہ السلام مَنْ بَلَغَهٗ عَنِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ شَيْءٌ فِيْهِ فَضِيْلَةٌ فَاَخَذَ بِهٖ اِيْمَانًا بِهٖ وَرَجَاءَ ثَوَابِهٖ اَعْطَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى ذٰلِكَ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ كَذٰلِكَ۔

"جسے اللہ تعالیٰ سے کسی بات میں کچھ فضیلت کی خبر پہنچے وہ اپنے یقین اور ثواب کی امید سے اس بات پر عمل کرے اللہ تعالیٰ اسے وہ فضیلت عطا فرمائے گا اگرچہ وہ خبر ٹھیک نہ ہو۔

---

[1] صحیح ہونے کا درجہ

كَذَا قَالَ الْحَسَنُ فِيْ جُزْءِ حَدِيْثٍ وَ اَبُوالشَّيْخِ فِيْ مَكَارِمِ الْاَخْلَاقِ وَالْكَامِلُ الجحدری وَعَبْدِ اللّٰہ ابْنِ مُحَمَّدٌ البغوی وَابْنُ حَبَّانِ وَ ابْنُ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْبَرِّ فِیْ كِتَابِ الْعِلْمِ وَاَبُوْ اَحْمَدِ ابْنِ عَدِیِّ الْكَامِلِ وَ غَيْرِهِمْ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ،

مَا جَاءَكُمْ عَنِّیْ مِنْ خَيْرٍ قُلْتُهٗ اَوْلَمْ اَقُلْهُ فَاِنِّیْ اَقُوْلُهٗ، وَمَا جَاءَكُمْ عَنِّیْ مِنْ شَرٍّ فَاِنِّیْ لَا اَقُوْلُ بِالشَّرِّ۔

(امام احمد، ابن ماجہ عقیلی عن ابی ہریرۃ)

تمہیں جس بھلائی کی مجھ سے خبر پہنچے خواہ میں نے فرمائی ہو یا نہ میں اسے فرماتا ہوں، اور جس بری بات کی پہنچے تو میں بری بات نہیں فرماتا۔

حکایت

حمزہ بن عبدالمجید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں حطیم کعبہ معظم میں دیکھا۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے ماں باپ حضور پہ قربان۔ ہمیں حضور سے حدیث پہنچی ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا ہے جو شخص کوئی حدیث ایسی سنے جس میں کسی ثواب کا ذکر ہو وہ اس حدیث پر بامید ثواب عمل کرے اللہ عزوجل اُسے وہ ثواب عطا فرمائے گا اگرچہ حدیث باطل ہو۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا!

ہاں قسم اس شہر کے رب کی بیشک یہ حدیث مجھ سے ہے۔ (کذا قال الخلعی فی فوائدہ) (منیر العینین)

واقعی صحیح ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ بے شک اللہ تعالیٰ محسنین کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ اور فرماتا ہے اِنِّیۡ لَاۤ اُضِیۡعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنۡکُمۡ مِّنۡ ذَکَرٍ اَوۡ اُنۡثٰی میں کسی شخص کا کام کہ جو تم میں سے کام کرنے والا ہو ضائع نہیں کرتا خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔

انگوٹھے چومنے کا عمل کون وہ شخص ہے جو ثواب کی خاطر نہیں کرتا ہمارے سنی حضرات ثواب سمجھ کر کرتے ہیں اور انشاء اللہ حدیث مقدس کے صدقے انھیں ثواب بھی ملے گا اور حسب وعدہ شریفہ شفاعت بھی نصیب ہوگی اور دنیا میں آنکھوں کی حفاظت وصحت وعافیت بھی۔

ہے ہم صرف اپنے مقصد کو لے کر آگے چلتے ہیں

اجوبہ

اولاً ہم لوگ تقبیل ابہامین کو منتر سمجھ کر نہیں کرتے بلکہ ثواب کی خاطر کرتے ہیں۔ اگر بقول تھانوی منتر ہی سہی تو بتایئے تم نے کبھی کبھی اپنے مجدد کے قول سے اس منتر پر عمل کیا۔ تمھیں تو آنکھ کا درد ہوگا تو آپ ڈاکٹر کے پاس بھاگو گے اور ہم بفضلہ تعالیٰ احادیث پر عمل کرکے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام اقدس کی برکت سے اپنی آنکھوں کا علاج کرتے ہیں بلکہ بطور خیر خواہی دوسروں کو بھی مشورہ دیتے ہیں کہ اگر آنکھوں کو تندرست رکھنا مقصود ہے تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے مقدس سرمہ کو اذان واقامت کے وقت استعمال کرو اللہ تعالیٰ شفا بخشے گا۔ آزمائش شرط ہے۔

منتر کی کیفیت

مولوی اشرف علی نے لکھا ہے کہ عوام اسے منتر کی حیثیت سے عمل میں لاتے ہیں۔ ہم نے رسالہ ہذا کے باب ثانی میں فقہا کی عبارات اور سلف صالحین کی حکایات لکھیں۔ ان لوگوں نے بار بار یستحب کا لفظ دہرایا ہے یستحب کا معنی یرقی " کسی لغت میں آیا ہو تو دیوبندی صاحبان دکھا دیں۔ اور جہاں بھی اس مسئلہ کو فقہاء نے لکھا اسے استحباب کا درجہ دیا۔ نامعلوم دیوبندی حضرات نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معاملہ میں کیوں تنگ نظر بن جاتے ہیں۔ یہ حقیقت قابلِ تحقیق ہے اور کوئی صاحب انصاف یا صلح کن صاحب ان کے پاس نہایت محبت اور نرمی سے پوچھے کہ جناب ایسی تنگ نظری اور پھر اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کیوں؟ اگر جواب شافی ملے تو الحمد للہ ورنہ سمجھ لو کہ دال میں کالا کالا ہے۔

فائدہ جلیلہ

احادیث سے استنباط یا تو عقائد کے لیے ہوگا یا احکام کے لیے یا فضائل ومناقب کے لیے، عقائد کے لیے جب تک حدیث مشہور متواتر نہ ہو کام نہیں چلے گا۔ خبر واحد اگرچہ کیسے ہی قوت سند و نہایت صحت پر ہو تب بھی کام نہیں آئے گی۔ علامہ تفتازانی فرماتے ہیں، خَبَرُ الْوَاحِدِ عَلٰی تَقْدِیْرِ اِشْتِمَالِہٖ عَلٰی جَمِیْعِ الشَّرَائِطِ الْمَذْکُوْرَۃِ فِیْ اُصُوْلِ الْفِقْہِ لَا یُفِیْدُ اِلَّا الظَّنَّ وَلَا عِبْرَۃَ بِالظَّنِّ فِیْ بَابِ الْاِعْتِقَادَاتِ (شرح العقائد للنسفی) خبر واحد اگرچہ

تمام شرائطِ صحت کی جامع ہو ظن ہی کا فائدہ دیتی ہے اور معاملہ اعتقاد میں ظنیات کا کچھ اعتبار نہیں۔

احکام کے لیے حدیث صحیح لذاتہ و صحیح لغیرہ یا حسن لذاتہ و حسن لغیرہ ضروری ہے جمہور علماء کے ہاں ضعیف سے دلیل پکڑنا بیکار ہے۔

فضائل و مناقب میں باتفاق علماء کرام حدیث ضعیف کافی ہے مثلاً کسی حدیث میں ایک عمل کی ترغیب آئی کہ جو ایسا کرے گا اتنا ثواب پائے گا یا کسی نبی یا صحابی کی خوبی بیان ہوئی کہ انھیں اللہ عزوجل نے یہ مرتبہ بخشا یہ فضل عطا کیا۔ وہاں حدیث ضعیف کافی ہے۔ قَالَ سَيِّدِي اَبُوْ طَالِبٍ فِيْ قُوْتِ الْقُلُوْبِ فِيْ مُعَامَلَةِ الْمَحْبُوْبِ "اَلْاَحَادِيْثُ فِيْ فَضَائِلِ الْاَعْمَالِ وَتَفْضِيْلِ الْاَصْحَابِ مُتَقَبَّلَةٌ مُحْتَمَلَةٌ عَلٰى كُلِّ حَالٍ مَقَاطِيْعُهَا وَمَرَاسِيْلُهَا لَا تُعَارَضُ وَلَا تُرَدُّ كَذٰلِكَ كَانَ السَّلَفُ يَفْعَلُوْنَ یعنی فضائل اعمال و تفضیل صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی حدیثیں کیسی ہوں ہر حال میں مقبول و ماخوذ ہیں مقطوع ہوں خواہ مرسل نہ ان کی مخالفت کی جائے نہ انھیں رد کریں۔ ائمہ کا یہی طریقہ تھا۔

اسی طرح ملتی جلتی عبارتیں اصولِ حدیث کی تمام کتب موضوعات اور احادیث کی شروح میں ملیں گی "اَلضَّعِيْفُ يُعْمَلُ بِهٖ فِيْ فَضَائِلِ الْاَعْمَالِ" وغیرہ۔

انتباہ

بعض عیار مکار کہہ دیا کرتے ہیں کہ ضعیف حدیث صرف فضائل اعمال میں مقبول ہوتی ہے اور مناقب میں نہیں اور چونکہ تقبیلِ ابہامین کی احادیث مناقب پر مشتمل ہیں کہ اس میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی منقبت ثابت ہے بنابریں عمل بیکار۔ اور پھر ثبوت میں وہ عبارات پیش کرتے ہیں جن میں صرف لفظ

الاعمال آیا ہے پھر کہتے ہیں کہ اگر مناقب مقصود ہوتے تو علماء نے الاعمال کے بعد المناقب کا اضافہ کیوں نہیں کیا۔ ایسے مکاروں کے دھوکے سے تین طریقوں سے بچنا لازم ہے۔

(۱) اصولیوں کا قاعدہ ہے کہ کسی ایک مسئلہ کے سمجھانے کے لیے کسی ایک جنس کا ذکر کر دیا تو اس کے باقی اقسام بھی اس میں شامل ہوں گے اور کہیں کہیں ان کا صراحۃً ذکر بھی دیتے ہیں جیسے یہاں ہوا کہ سیدی ابو طالب مکی نے قوت القلوب میں فضائل اعمال کے ساتھ مناقب کا بھی ذکر فرما دیا۔

(۲) بعض سادات انبیاء علیہم السلام کے فضائل و مناقب ثقات سے ثابت نہیں تو کیا ان کے فضائل و مناقب سے انکار کیا جائے گا۔

(۳) "تقبیل ابہامین" کی احادیث میں مناقب ضمناً ہیں لیکن مقصود تو فضائل اعمال ہیں کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو عمل کرے گا اسے میں بہشت میں لے جاؤں گا وغیرہ وغیرہ ان احادیث میں اپنی تعریف سنانا مقصود نہیں بلکہ فضیلت عمل کا بیان کرنا مقصود ہے جسے عقل سلیم ہے وہ خود سمجھ جاتا ہے۔

انتباہ

پہلے بھی اور اب بھی اور بار بار اعلان ہے کہ احادیث تقبیل ابہامین موضوع نہیں۔ اگر ہیں تو ضعیف اور احادیث ضعیفہ اعمال میں قبول ہوتی ہیں۔ ہمارے مخالفین کو چونکہ صرف نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان کریمی سے عناد ہے۔ ورنہ ان کو خود دیکھو تو بہت سی حدیثوں پر روزانہ عمل کرتے ہیں حالانکہ وہ حدیثیں بھی ضعیف ہیں ذیل میں چند مشتے نمونہ از خروارے ضعیف احادیث کی فہرست پیش کی جاتی ہے۔

LIST OF WEAK HADITH

۱۔ غسل و وضو کے بعد رومال سے پانی پونچھنا۔

۲۔ وضو میں گردن کا مسح۔

LIST OF WEAK HADITH

۳. صلوٰۃ الاوابین۔

۴. بدھ ہفتہ کے دن پچھنے لگوانا۔

۵. اذان میں آہستگی، اقامت میں تیزی اور مابین اذان واقامت کے فاصلہ۔

۶. بدھ کے دن ناخن نہ کٹوانا۔

۷. صلوٰۃ التسبیح۔

۸. نماز میں امامت زیادہ پرہیزگار کی ہو۔

۹. نماز نصف شعبان

۱۰. تلقین کے متعلق صرف اسی کو شمار کرنے بیٹھوں تو مستقل رسالہ ہو جائے۔ نہایت افسوس ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس کی بابت کوئی بات ملے تو پھر ادھر ادھر کی ماردی اور جان بچالی اور زیادہ افسوس۔ "دیوبندیوں" کا ہے کہ اپنے آپ کو مقلد بھی کہتے ہیں اور پھر احناف کی کتب سے مسئلہ کا ثبوت ملے تو منکر بھی ہو جاتے ہیں۔

حرفِ آخر

یہ تمام بحث صرف اس لحاظ سے تھی کہ احادیث کو "لا یصلح" سے تعبیر کیا گیا ہے یہ اس وقت ہے جبکہ حدیث کو مرفوع سمجھا جائے۔ اگر اسے موقوف قرار دیا جائے یعنی یہ مان لیں کہ واقعی بہ صحیح سند کے اعتبار سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک یہ حدیث مرفوع نہیں لیکن سرکار صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک پہنچنا تو صحیح ہے۔ اس میں کسی کو کلام نہیں اور اسے محدثین کی اصطلاح میں "حدیث موقوف" کہتے ہیں۔ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موضوعات کبیر صـ۶۳ مطبوعہ مجتبائی دہلی میں فرماتے ہیں: قُلْتُ وَاِذَا ثَبَتَ رَفْعُهُ عَلَى الصِّدِّيقِ فَيَكْفِي الْعَمَلُ بِهِ لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي

وَسُنَّةُ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ" میں کہتا ہوں کہ جب اس حدیث کا ثبوت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک ہو گیا تو عمل کے لیے یہی بات کافی ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑو۔ اسی طرح جلالین کے محشی نے بھی فیصلہ فرما دیا۔

سوال

انگوٹھے چومنا صرف (بقول شما) مستحب ہے اور درود پڑھنا سنت بلکہ ضروری اب تم انگوٹھے تو چومتے ہو لیکن درود پڑھنا چھوڑ دیتے ہو ہم درود پڑھتے ہیں سنت پر عمل کرتے ہیں۔ تم انگوٹھے چومتے ہو بدعت پر عمل کرتے ہو۔

الجواب

درود شریف پڑھنے کے موقع و محل ہوتے ہیں۔ بہت ایسے مقامات ہیں جہاں درود پاک پڑھنا ضروری ہوتا ہے اور وہ محل و مواقع اپنے قیاس سے ثابت کئے جاتے ہیں وہ متقدمین نے درود پاک پڑھنا بھی لکھا دیا اور انگوٹھے چومنا بھی۔ چنانچہ باب دوم میں فقہاء کی عبارات ہیں ہے کہ "انگوٹھے چومتے وقت پڑھے وصلی اللہ علیک الخ یہ درود نہیں تو اور کیا ہے" ہم نے حدیث پاک پر بھی عمل کیا اور فقہاء کرام کے قول پر بھی۔ یہ تم ہو کہ لا تقربوا الصلوٰۃ پر عمل کرتے ہو لیکن و انتم سکٰرٰی پر دھیان نہیں کرتے تو منون ببعض الکتاب و تکفرون ببعض کے مصداق

بن رہے ہو۔ حنفی بن کر بلکہ محمدی ہو کر حدیثوں سے روگردانی فقہ سے اعراض آخر یہ کب تک۔

سوال

اللہ تعالیٰ کے نام کو کیوں نہیں چومتے حالانکہ چومنا یا تعظیم سے ہے یا محبت سے کیا نبی علیہ السلام کی تعظیم اور محبت اللہ تعالیٰ سے بڑھ گئی۔

جواب

یہ جاہلانہ اعتراض ہے پہلے تم خود مان گئے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام سن کر درود پڑھنا ضروری ہو جاتا ہے۔ (واقعی ایسے ہی) حدیث شریف میں بھی یونہی ہی ہے۔ لیکن یہ مجھے نہیں دکھا سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا نام سن کر جل جلالہٗ وغیرہ کہنا ضروری کیا سنت بھی نہیں بلکہ مستحب ہے کیا اس سے لازم آتا ہے نبی علیہ السلام کی شان اللہ تعالیٰ کی شان سے بڑھ گئی۔ نہیں ہرگز نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ احکام شرعیہ کا وقوف احادیث مقدسہ و اقوال صلحاء پر ہے۔ چونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام کو سن کر انگوٹھے چومنے کا حکم شرع پاک نے دیا ہے اسی لیے ہم ان کے نام سن کر چومتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نام کے متعلق حکم نہیں اسی لیے نہیں چومتے دوسرے یہ کہ حضرت آدم علیہ السلام نے آپ کے نور مقدس کو انگوٹھوں میں پاکر چوما تھا۔ الولد سر لابیہ " کی نیک فال ہم پر پڑی کہ ان کی سنت کے مطابق ہم بھی پیارے کا نام سن کر انگوٹھے چوم لیتے ہیں تاکہ کہیں ہمیں بھی اس مقدس نور کی زیارت کا شرف مل جائے اور آپ حضرات مختار ہیں جو چاہیں کریں۔

سوال

حضرت آدم علیہ السلام نے تو نورِ اقدس کو دیکھ کر چوما اور تم انگوٹھے اور وہ بھی نامعلوم صاف ستھرے یا ویسے ہی

جواب

مولانا روم قدس سرہٗ فرماتے ہیں ؎

پائے استدلالیاں چوبیں بود
پائے چوبیں سخت بے تمکیں بود

مسلمہ بات ہے کہ شرعی مسائل میں قیاس آرائی وبالِ جان وایمان ہے جب بتایا جا چکا ہے کہ شرعِ مطہر کا حکم ہے اب ہمیں سر جھکانا لازم ہے اگر عقلی دلیل چاہتا ہے تو پہلے دل کو مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عشق میں نذرانہ پیش کرو۔ پھر سنو للہ درمن قال۔ چونکہ یہ ناخن جلوہ گاہ ہے نورِ مصطفوی علی صاحبہ السلام میں اگرچہ ان کا ظہور بابا آدم علیہ السلام کے زمانہ میں ہوا لیکن ہم تو ابھی اسی تصور میں ہیں اور یہ تصور بڑا کام دیتا ہے ایک علمی بات یاد رکھنے کی ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی روایت عین ہے کہ اس میں تمام راوی عین نام والے ہیں اسی لیے شاہ ولی اللہ اپنے آپ کو عبداللہ تصور کر کے روایت کرتے ہیں۔ دوسری روایت کا نام یوم العید ہے۔ اور پھر بخاری میں ایک حدیث ہے کہ اسے بیان کرنے وقت ہر راوی ہونٹ ہلاتا ہے پوچھا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ اس وقت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہونٹ ہلائے۔ اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا تو اس قسم کا ایک رسالہ " المسلسلات " ہے۔ جس میں فرضی باتیں بنا کر صرف تصور کی دنیا قائم کر کے حدیث بیان کرتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں آج

لہ دلیل کے محتاجوں کے پاؤں لکڑی کے ہوتے ہیں لکڑی کے پاؤں نہایت ہی کمزور ہوتے ہیں۔

عید کا دن ہے اگرچہ عید کا دن نہیں لیکن مشائخ کی سند میں یونہی آیا ہے۔ ہم اس لیے کہتے ہیں کہ چونکہ ہمارے آقا کا نور انہی انگوٹھوں میں متقادہی تصورات اب قائم ہیں۔ بنا بریں انگوٹھے چومے جاتے ہیں۔

مسئلہ

اذان کے متعلق تو صریح عبارات آئے ہیں۔ اسی لیے ان میں تو شک کی گنجائش نہیں۔ اقامت پر بھی چونکہ اذان کا اطلاق حدیث شریف میں آیا ہے کما قال علیہ السلام بَیْنَ کُلِّ اَذَانَیْنِ صَلٰوۃٌ ابن رواہ الذی کے یعنی اذان و اقامت کے نماز ہے۔ اس حدیث شریف میں اقامت کو بھی اذان سے تعبیر کیا گیا ہے۔ بنا بریں جس طرح اذان میں اسم گرامی سن کر چومنا مستحب ہے۔ اسی طرح یہاں بھی۔

تفسیر
فیوض الرحمٰن
اردو ترجمہ
روح البیان

اہلِ نظر کے نزدیک فیوض الرحمٰن اردو زبان میں قرآنِ حکیم کی بہترین تفسیر ہے۔

ترجمہ: ایک شفاف آئینہ جس میں قرآنِ پاک کا حسن و جمال منعکس ہو رہا ہے۔

تفسیر: روشنی کا بلند مینار جس کی نورانی شعاعوں سے حیات کے سارے گوشے منور ہو رہے ہیں۔

۱۔ علماء اور طلباء کے لئے علمی تحقیقات و نکات

۲۔ وکلاء کے لئے فقہی و قانونی سرمایہ

۳۔ اہلِ دل کے لئے درد و سوز کا خزانہ

۴۔ جدید سیاسی و معاشی اور معاشرتی الجھنوں کا حل

بہترین کتابت، نفیس طباعت، اعلیٰ ولایتی کاغذ، مضبوط اور دیدہ زیب جلد

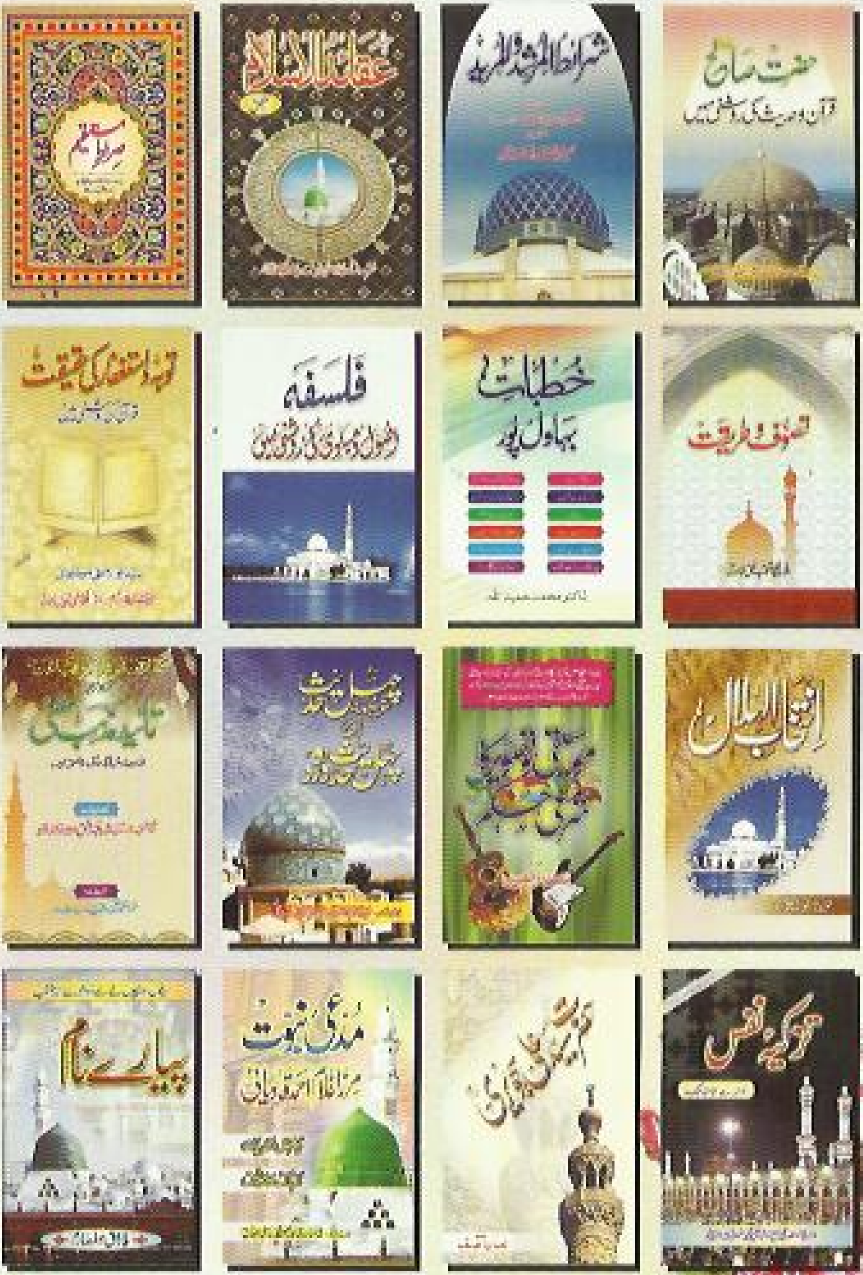

Rs.: 15/-

Raza Khan Publishers

Darya Ganj New Delhi-2